بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت احمدیہ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر انچارج شعبہ تصنیف مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 16 شمارہ نمبر 7 ماہ وفا، 1390 ہجری شمسی بمطابق جولائی 2011ء

قرآن کریم

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا. قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا. وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا.

(الشّمس:9تا11)

ترجمہ: ''کہ اس (اللہ) نے نفس پر اس کی بدکاری (کی راہوں کو بھی) اور اسکی تقویٰ (کے راستوں) کو بھی اچھی طرح کھول دیا ہے۔ پس جس نے اس (نفس) کو پاک کیا وہ تو (سمجھو کہ) اپنے مقصود کو پا گیا۔ اور جس نے اسے (مٹی میں) گاڑ دیا (سمجھ لو کہ) وہ ناکام ہو گیا''

(تفسیر صغیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حدیث

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ ''اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے''

(ابن ماجه باب الزهد فی الدنیابحواله حدیقة الصالحین صفحه ۷۵۳)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اُترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اُس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور اُن کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **قد افلح من زکّٰھا**. یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 14، 15)

''یہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ بایں اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ ان کے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں۔ کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں رہبانیت تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اس نے یہ تعلیم دی

قد افلح من زکّٰھا (الشمس : ۱۰)

یعنی نجات پا گیا وہ شخص جس نے تزکیہ نفس کیا۔ یعنی جس نے ہر قسم کی بدعت، فسق و فجور، نفسانی جذبات سے خدا تعالیٰ کے لیے الگ کر لیا اور ہر قسم کی نفسانی لذات کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اس کے تکلفات کو چھوڑتا ہے''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 642 ایڈیشن 2003 قادیان)

علمی معاونت

ادارہ اخبار احمدیہ اپنے قارئین کرام کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی علمی، تحقیقی یا معلوماتی مضمون یا کوئی ایسی چیز جس سے آپ دوسرے قارئین کرام کے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں تو اسے ضرور ادارہ کو ارسال کریں۔

اسی طرح اگر آپ جرمنی کے مختلف میگزین، رسائل یا اخبارات میں کوئی تحقیقی، معلوماتی مضمون پڑھتے ہیں یا کوئی ایسی خبر جس سے دوسرے پڑھنے والے فائدہ اٹھا سکیں تو اپنی اس کاوش سے اخبار احمدیہ جرمنی کو مزید معلوماتی اور فائدہ مند بنا سکتے ہیں اس کے لئے آپ درج ذیل نیز اس اخبار کے صفحہ نمبر 4 پر دیئے گئے ایڈریس پر رابطہ کر سکتیں ہیں۔

add:Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef
Genfer Str 11,60437
Frankfurt/Main
E.mail:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

تصحیح

اخبار احمدیہ جرمنی کے ماہ جون کے شمارے میں اخبار کا شمارہ نمبر غلطی سے 6 کے بجائے 4 لکھا گیا تھا براہ کرم اس کی تصحیح کر لی جائے پچھلا شمارہ نمبر 6 تھا۔

مشعل راہ

ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن کریم کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹالی ہے اور دوسری طرف چلے گئے ہیں حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کو اس کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیے اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ اگر کسی شخص کو اس کے کسی دوست کا کوئی خط آجائے تو جب تک وہ اسے پڑھ نہ لے اسے چین نہیں آتا اور اگر خود پڑھا ہوا نہ ہو تو یکے بعد دیگرے دو تین آدمیوں سے پڑھائے گا۔ تب اسے یقین آئے گا کہ پڑھنے والے نے صحیح پڑھا ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خط آئے اور اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ عام طور دیکھا گیا ہے کہ غرباء قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور امراء اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے حالانکہ جو شخص دنیاوی لحاظ سے کوئی علم رکھتا ہے یا امیر ہے، اس کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا زیادہ آسان ہے کیونکہ اس کو قرآن کریم کے پڑھنے کے مواقع میسر آسکتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگ جو کہ تعلیم یافتہ ہیں مثلاً ڈاکٹر ہیں، وکیل ہیں، بیرسٹر ہیں، انجنیئر ہیں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مجرم ہیں کیونکہ وہ اگر قرآن کریم پڑھنا چاہتے تو بہت آسانی سے اور بہت جلدی پڑھ سکتے تھے۔ پس ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گنہگار ہیں۔ دوسرے لوگوں کے متعلق تو یہ خیال جا سکتا ہے کہ ان کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا لیکن ان لوگوں کے دماغ تو روشن تھے اور حافظہ کام کرتا تھا۔ تبھی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھ لئے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہیں دنیوی علوم کے لئے تو وقت اور حافظہ مل گیا لیکن میرے کلام کو سمجھنے کے لئے نہ تمہارے پاس وقت تھا اور نہ ہی تمہارے پاس حافظہ تھا۔ ایک غریب آدمی کو دن میں دس بارہ گھنٹے اپنے پیٹ کے لئے بھی کام کرنا پڑتا ہے لیکن باوجود اس کے وہ قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک امیر آدمی یا ایک وکیل یا ایک بیرسٹر یا ایک ڈاکٹر جن کو چند گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے ان کے لئے قرآن کریم پڑھنا کیا مشکل ہے۔ یہ سستی اور غفلت کی علامت ہے۔ اگر انسان کوشش کرے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کے لئے رستہ آسان کر دیتا ہے۔ دوسری دنیا تو پہلے ہی دنیا کمانے میں منہمک ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی۔ اگر ہماری جماعت بھی اسی طرح کرے تو کتنے افسوس کی بات ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا علم و ہنر اور دوسری ایجادوں میں تو ترقی کرتی جا رہی ہے لیکن چونکہ قرآن کریم سے دور جا رہی ہے اس لئے وہی چیزیں اس پر تباہی اور بربادی لا رہی ہیں۔ جب تک لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے اس وقت تک چین کا سانس نہیں لے سکتے، یہی دنیا کا مداوا ہے۔ ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہیے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف ہو اور قرآن کریم کی تعلیم لوگوں کے سامنے بار بار آتی رہے تا کہ دنیا اس مامن کے سایہ تلے آکر امن حاصل کرے''

(مشعل راہ جلد اول صفحہ ۴۵۴ ایڈیشن 2004 قادیان)

بقیہ صفحہ نمبر 4 میں بیٹھ کر اور اوپر کی دعائیں اور کلمات پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے۔ جب دو رکعت سے زائد کی نماز ہو تو پہلے تشہد کے بعد ایک یا دو رکعت جو دو پڑھتا ہے ان میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے قرآن کریم کی زائد آیات نہیں پڑھتا''

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۹ تا ۱۱۳۔ سن اشاعت ۲۰۰۴ قادیان)

نظم

یارو! مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار — رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے
آئے بھی اور آ کے چلے بھی گئے وہ آہ! — ایامِ سعد ان کے بسُرعت گذر گئے
آمد تھی ان کی یا کہ خدا کا نزول تھا — صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصہ میں کر گئے
وہ پیڑ ہو رہے تھے جو مدت سے چوبِ خشک — پڑتے ہی ایک چھینٹا دلہن سے نکھر گئے
پل بھر میں میل سینکڑوں برسوں کی دُھل گئی — صدیوں کے بگڑے ایک نظر میں سدھر گئے
پُر کر گئے فلاح سے جھولی مراد کی — دامانِ آرزو کو سعادت سے بھر گئے
پر تم یونہی پڑے رہے غفلت میں خواب کی — دیکھا نہ آنکھ کھول کے ساتھی کدھر گئے
صد حیف ایسے وقت کو ہاتھوں سے کھو دیا — واحسرتا! کہ جیتے ہی جی تم تو مر گئے
سُونگھی نہ بُوئے خوش نہ ہوئی دیدِ گل نصیب — افسوس دن بہار کے یُونہی گذر گئے

(کلام محمود صفحہ ۱۲۱)

دلچسپ گفتگو

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک مولوی صاحب سے گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''ایک مجلس میں ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ مرزائی لوگ حضرت مسیحؑ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں۔ اگر وہ واقعی مر گئے ہیں تو عربی زبان میں مَاتَ عِیْسٰی کا فقرہ قرآن کریم سے دکھائیں۔ اور اگر ایسا نہ دکھا سکیں۔ تو تمام مسلمان یاد رکھیں کہ مرزائی اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

میں نے جواباً عرض کیا کہ مولوی صاحب! کیا آپ کے نزدیک پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے کوئی نبی یا رسول فوت بھی ہوا ہے یا نہیں۔ کہنے لگے۔ حضرت مسیحؑ کے سوا سب نبی اور رسول فوت ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا۔ جس معیار کو آپ نے پیش کیا ہے۔ اس کے رُو سے تو کوئی نبی وفات یافتہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیا آپ قرآن سے دکھا سکتے ہیں کہ مَاتَ اٰدَمُ یا مَاتَ نُوْحٌ یا مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ یا مَاتَ موسٰی کے الفاظ اس میں فرمائے گئے ہوں۔ اگر ایسا نہیں تو کیا آپ کے نزدیک یہ سب نبی ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ اور زندہ ہیں اگر آپ ان کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں تو بتائیں کہ مَاتَ کے لفظ کے استعمال کے بغیر کونسی دلیل آپ کے نزدیک ان کی وفات کو ثابت کرتی ہے۔ تا میں اسی معیار کے ذریعہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ثبوت پیش کر سکوں۔ یہ سن کر مولوی صاحب کچھ کھسیانے سے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ رَافِعُکَ اِلَیَّ اور بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کے الفاظ سے حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا ثابت ہوتا ہے۔ میں نے کہا رفع کی نسبت آسمانوں کی طرف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ بھی تو آسمان پر ہی ہے۔ کیا آپ دکھا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین پر بھی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ سورہ انعام کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ۔ یعنی اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ پھر میں نے کہا کہ آیت ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ سے بھی خدا تعالیٰ کی معیت انسانوں کے ساتھ ہر جگہ ثابت ہوتی ہے۔ اور انسان زمین پر ہی ہوتے ہیں۔ پھر قرآن کریم میں یہ بھی مذکور ہے کہ جہاں تین آدمی اکٹھے ہوں۔ وہاں چوتھا خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اور جہاں پانچ ہوں وہاں چھٹا خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس سے بھی خدا تعالیٰ کا زمین پر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے بالکل خاموشی اختیار کر لی''

(حیات قدسی صفحہ نمبر 387، 388)

اسلامی نماز اور اس کا طریقہ

از حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''اسلامی نماز کے ادا کرنے سے پہلے وضو یا تیمّم فرض ہے وضو کا حکم اصل ہے اور تیمّم کا حکم بطور قائم مقام کے ہے''

(سورۃ مائدہ رکوع اول آیت ۴)

''وضو پانی سے کیا جاتا ہے اور اس میں پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اس کے بعد کُلّی کر کے منہ صاف کیا جاتا ہے اور نتھنوں سے پانی اوپر کی طرف کھینچ کر ناک کو صاف کیا جاتا ہے اس کے بعد منہ دھویا جاتا ہے پھر کہنیوں تک کہنیوں کو شامل کرتے ہوئے دونوں ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اس کے بعد ہاتھ گیلے کر کے سر کے بالوں پر ایک ثلث سے دو ثلث تک مسح کیا جاتا ہے اور پھر انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے کانوں کے سوراخوں کو گیلا کیا جاتا ہے اور انگوٹھوں کو کانوں کی پشت پر پھرایا جاتا ہے تا کہ کان کی پشت بھی گیلی ہو جائے اس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے جاتے ہیں''

(بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء ثلاثاً و نسائی کتاب الوضوء باب مسح الأذنین مع الراس)

''باہوں اور پاؤں کے دھونے میں اس امر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ دائیں طرف پہلے دھوئی جائے اور بائیں طرف بعد میں''

(نسائی کتاب الوضوء باب بأیّ الرجلین یبدا بالغسل) وضو کرتے وقت یہ نیت کرنی بھی ضروری ہوتی ہے کہ نماز کے لئے یا طہارت کے لئے وضو کیا جا رہا ہے''

(نسائی کتاب الوضوء باب النیته فی الوضوء)

''اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ خیالات کی رَو عبادت کی طرف پھر جائے اور اس وقت سے خیالات دوسرے کاموں کی طرف سے ہٹ جائیں یہ فعل ظاہری صفائی کا بھی موجب ہوتا ہے کیونکہ جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے بوجہ بالعموم ننگا رہنے کے وہی گرد و غبار کا نشانہ بنتے ہیں۔

ان اعضاء کا دھونا یا گیلا کرنا خیالات کے اجتماع کے لئے بھی مفید اور ضروری ہوتا ہے کیونکہ خیالات کی پراگندگی حواس خمسہ کے مقامات کی تیزی سے ہوتی ہے اور حواس خمسہ کے مقامات آنکھیں کان ناک اور منہ اور جسم ہیں۔ وضو میں کُلّی کے ذریعہ سے منہ کو تر کیا جاتا ہے اور اس میں یکسوئی کی قوت پیدا کی جاتی ہے۔ ناک میں پانی ڈال کر اُسے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ منہ دھوتے ہوئے آنکھوں کو تری پہنچائی جاتی ہے۔ کانوں میں گیلی انگلیاں ڈال کر اور اُن کے پیچھے انگوٹھے کو حرکت دے کر کانوں کی حس کی پراگندگی کو دُور کیا جاتا ہے۔ جسم کی زیادہ حس کو دُور کرنے کے لئے باہیں اور پاؤں دھوئے جاتے ہیں۔ اور طبی تجربہ اس امر پر شاہد ہے کہ بخار کی تیزی کو دُور کرنے کے لئے صرف باہوں اور پاؤں کا ٹھنڈے پانی سے دھونا یا تر کرنا سارے بدن سے بخار کی گرمی دور کرنے کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے۔ سر کی گرمی خیالات کو بہت پراگندہ کر دیتی ہے اس وجہ سے سر کا مسح رکھا گیا ہے جو سر کو ٹھنڈا کر کے سر کی گرمی کو دُور کرتا اور خیالات کے اجتماع میں مدد ہوتا ہے۔

اعصابی ماہرین کے تجربہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے ٹھنڈا کرنے سے بھی خیالات کی رَو کو بدلا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مسمریزم کے ماہرین کا تجربہ ہے کہ مسمریزم کے عمل کے بعد اگر ہاتھوں اور پاؤں کو پانی ڈال کر ٹھنڈا کر لیا جائے تو اس دماغی برقی طاقت کے ضائع ہونے سے انسان بچ جاتا ہے جو مسمریزم کے عمل کے بعد دیر تک جاری رہ کر انسان کو کمزور کر دیتی ہے۔ پس ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے سے بھی ان خیالات کی رَو کو روکا جا سکتا ہے جو نماز سے پہلے انسان کے دماغ میں جاری ہوتی ہے اور اُسے پھیر کر عبادت اور ذکر الٰہی کی طرف لایا جا سکتا ہے۔

غرض وضو ایک نہایت پر حکمت حکم ہے جس کے ایک جزو کی تجربہ اور علم الاعصاب تائید کرتے ہیں۔ وضو کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے''

(دیکھو سورۂ مائدہ ع ۲)

''جب پانی میسر نہ ہو یا انسان بیمار ہو یا وضو سے بیماری کا خطرہ ہو۔ تو اس صورت میں اسلام نے تیمّم کا حکم دیا ہے کہ (سورۂ مائدہ آیت ۶ و نساء ۴) اور وہ حکم یہ ہے کہ پاک مٹی یا کسی پاکیزہ گرد والی چیز پر ہاتھ مار کر اپنے منہ پر اور ہاتھوں اور باہوں پر پھیر لے''

(بخاری کتاب التیمم باب التیمم للوجه والکفین)

''یہ حکم بھی انہی حکمتوں سے پُر ہے کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ صاف اور پاک مٹی بھی پانی کا قائم مقام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسی حکمت کو کسی وقت سمجھ کر ہندو سادھوؤں نے جسم پر بھبوت ملنے کا طریقہ جاری کیا تھا مگر یہ بات اُن سے نظر انداز ہو گئی کہ یہ طریق ادنیٰ درجہ کا ہے اور پانی کے میسر نہ آنے یا استعمال نہ کر سکنے کی صورت میں ایک قائم مقام کے طور پر ہی استعمال ہو سکتا ہے ورنہ پانی کا استعمال بہر حال افضل اور اعلیٰ ہے۔ تیمّم کا حکم بھی قرآن کریم میں مذکور ہے اور سورۃ نساء رکوع ۷ میں اس کا ذکر آتا ہے۔

مرد اور عورت کے شہوانی اجتماع کے بعد کے لئے ایک زائد حکم بھی ہے اور وہ یہ کہ نماز پڑھنے سے پہلے نہا بھی لے۔ اس حکم میں یہ حکمت ہے کہ یہ فعل جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد ہے سارے جسم پر اثر کرتا ہے اور جسم کے ہر حصہ کی برقی طاقت میں ایک ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس کو ٹھنڈا کر کے سارے جسم کی برقی طاقت اور خیالات کے انتشار کو دُور کرنا عبادت کی تکمیل اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حصول اتصال کے لئے ضروری ہے۔ اس کا حکم سورۃ نساء کے رکوع ۷ میں بیان ہے۔ مگر جس طرح بیماری اور پانی کے میسر نہ آنے کی صورت میں وضو کی جگہ تیمّم کو کافی قرار دیا گیا ہے اسی طرح ان دونوں صورتوں میں بھی غسل کی جگہ تیمم کو کافی قرار دیا گیا ہے۔

وضو یا تیمّم جو بھی صورت ہو اس کے بعد مسلمان کو حکم ہے کہ اگر امن کی حالت ہو اور زمین پر ہو تو قبلہ رو کھڑا ہو کر (بخاری کتاب الصلوة باب التوجه نحو القبلة) دونوں ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھوں کو قبلہ رُو کر کے انگوٹھوں کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے (جس کے معنے ہیں اللہ سب سے بڑا ہے) کانوں کی لوؤں تک لائے (ابو داؤد کتاب الصلوة باب استفتاح الصلوة و نسائی کتاب الا فتتاح الصلوة باب موضع الا بهامین عندالرفع) اور اس نیت کے ساتھ کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا ہے دوسرے سب خیالات کو دور کر کے عبادت الٰہی کے خیال میں محو ہو جائے۔ اس طرح ہاتھ اُٹھانے میں علاوہ توجہ کے قیام کے یہ بھی حکمت ہے کہ یہ حرکت طبعی طور پر باقی سب امور کو ترک کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ پس اس حرکت سے مسلمان یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس وقت دنیا کے سب خیالات اور کاموں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ ہاتھوں کی اسی قسم کی حرکت کی طرف غالب نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

کانوں پہ ہاتھ دھرے ہوئے کرتے ہیں سلام
جس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

پس اس حرکت سے مومن گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ سب دنیا سے قطع تعلق کر کے اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے بیداری اور چستی بھی پیدا ہوتی ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنے سینہ پر ہاتھ باندھ لیتا ہے۔ (ابن خزیمه بروایت وائل بن حجر) گویا مؤدّب ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ عبارت کہتا ہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (ترمذی ابواب الصلوة باب مایقول عند افتتاح الصلوة و نسائی کتاب الا فتتاح باب الذکر بین افتتاح الصلوة و بین القراة) یعنی اے اللہ تو ہر نقص سے جو تیرے مقام کے خلاف ہے پاک ہے اور ہر خوبی سے جو تیری شان کے لائق ہے متصف ہے اور تیرا نام تمام برکتوں کا جامع ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھتا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ میں ہر اُس بدروح سے جو تیری درگاہ سے دور کی گئی ہے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اس کا اثر مجھ پر نہ ہو اور میں تیری درگاہ سے دور ہونیوالوں میں شامل نہ ہو جاؤں۔ پھر وہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے''

(نسائی کتاب الافتتاح باب البداءة بفاتحة الکتاب قبل السورة و ایجاب قرأة فاتحة الکتاب)

''اس کے بعد وہ قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا کم سے کم کسی سورۃ کا اتنا حصہ جو تین آیات پر مشتمل ہو پڑھتا ہے اور پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں چلا جاتا ہے (رکوع اُسے کہتے ہیں کہ انسان اس طرح کمر سیدھی کرے کہ اس کا سر اور لاتوں کا اوپر کا حصہ ایک دوسرے کے متوازی ہو جائیں جھک جاتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے اور لاتیں بالکل سیدھی رکھتا ہے اور لاتیں بالکل سیدھی رکھتا ہے ان میں خم پیدا نہیں ہونے دیتا''

(نسائی کتاب افتتاح الصلوة باب الاعتدال فی الرکوع)

''پھر اس حالت میں وہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کا فقرہ کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ میرا رب جو اپنی شان کی وسعت میں سب سے بڑھ کر ہے تمام نقائص سے پاک ہے۔ یہ فقرہ کم سے کم تین بار یا اس سے زیادہ طاق عدد میں وہ دہراتا ہے''

(ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع)

''پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر اس شخص کو دعا کو سنتا ہے جو سچے دل سے اس کی تعریف بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ پوری طرح کھڑا ہو کر ہاتھ سیدھے چھوڑ کر یہ دعا مانگتا ہے کہ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ (نسائی کتاب الافتتاح مایقول الماموم اذارفع رأسه من الرکوع)

یعنی اے میرے رب سب تعریف تیرے ہی لئے ہے

Vol. 16 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 6
,Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, , Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652,Email.akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

کثرت سے تعریف اور پاک تعریف جو سب تعریفوں کی جامع ہے۔اس کے بعدوہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کرسجدہ میں چلا جاتا ہے۔سجدہ اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنی سات ہڈیوں پر زمین پر جھک جاتا ہے یعنی اس کا ماتھا زمین پر پوری طرح لگا ہوا ہو اس کے دونوں ہاتھ قبلہ رُو زمین پر رکھے ہوئے ہوں اور اس کے گھٹنے بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں اور اس کے دونوں پاؤں بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں اس طرح کہ دونوں پاؤں کی انگلیاں دبا کر قبلہ رُو کی ہوئی ہوں‘‘

(مسلم جلد اول کتاب الصلوۃ باب فی اعضاء السجود)

’’اس حالت میں مسلمان سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اے میرے رب تو اپنی شان کی بلندی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔یہ فقرہ وہ کم سے کم تین دفعہ یا اس سے زیادہ کسی طاق عدد کے مطابق کہتا ہے‘‘

(ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی التسبیح فی السجود)

”اس کے بعد وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر بیٹھ جاتا ہے۔اس طرح کہ اس کی بائیں لات تو تہہ ہو کر اس کے نیچے آجائے اور پاؤں لیٹا ہوا ہو۔اور اس پر سہارا لے کر وہ بیٹھ جائے اور دائیں لات اس طرح ہو کہ ہو تو وہ بھی تہہ کی ہوئی مگر اس کا پاؤں اس طرح کھڑا ہو کہ انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔اس وقفہ میں وہ یہ دعا پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِ نِیْ وَعَا فِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

(ابو داؤد بحوالہ مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب السجود و فضلہ)

’’جس کے یہ معنے ہیں کہ اے میرے رب میرے گناہ معاف کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے سب صداقتوں کی طرف رہنمائی بخش اور مجھے تمام عیبوں سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنے پاس سے حلال و طیب رزق عطا فرما۔(بعض احادیث میں وَاجْبُرْنِیْ اور بعض میں وَارْفَعْنِیْ آتا ہے یعنی اے میرے رب میری تمام کمزوریوں کو دُور کر اور تمام نقصانات سے بچا۔اور میرا قدم ہر گھڑی ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے)اس کے بعد وہ پھر بآواز بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر پہلے کی طرح سجدہ میں چلا جاتا ہے۔اور پہلے سجدہ کی طرح دعا کر کے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔اسے ایک رکعت کہتے ہیں اس کے بعد وہ پہلے کی طرح پھر ایک رکعت ادا کرتا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کو سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ والی دعا جس سے اُس نے نماز شروع کی تھی وہ اسے حذف کر دیتا ہے اور صرف سورۂ فاتحہ سے نماز شروع کرتا ہے۔اس دوسری رکعت کے ختم کرنے پر وہ اس طرح بیٹھ جاتا ہے جس طرح کہ پہلے سجدہ اور دوسرے سجدہ کے درمیان بیٹھا تھا اور تشہد پڑھتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

(بخاری کتاب الصلوۃ باب التشھد فی الآخرۃ)

”یعنی تمام وہ کلمات جو تعظیم کے لئے زبان سے نکل سکتے ہیں اور تمام وہ عبادات جو جسم انسانی بجالا سکتا ہے اور تمام وہ مالی قربانیاں جو کسی پاک ذات کے لئے پیش کی جاسکتی ہیں خدا تعالےٰ کا ہی حق ہیں اس کے سوا اور کوئی ہستی ان کی مستحق نہیں اور اے نبی تجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اللہ تعالےٰ کا رحم تجھ پر اُترتا رہے اور اس کی برکتوں سے تو حصّہ پاتا رہے اور ہم پر جو اس نماز میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندے جو پہلے گذر چکے ہیں یا اس وقت موجود ہیں یا آئندہ آنے والے ہیں ان سب پر بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد وہ دُرود پڑھتا ہے جو مختلف الفاظ میں آتا ہے مگر مختصر درود یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ“

(بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی و مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

”اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ محمد پر اپنے فضل اور رحمتیں نازل کر اور اسی طرح تمام ان لوگوں پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم سے تعلق رکھنے والوں پر فضل اور رحمت نازل کی تھی اور اے اللہ محمد صلعم پر اپنی برکتیں نازل کر اور ان پر بھی جو آپؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔جس طرح تو نے ابراہیم پر اور اس سے تعلق رکھنے والوں پر برکتیں نازل کی تھیں۔اس کے بعد وہ بعض دعائیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں پڑھتا ہے مثلاً یہ کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلْبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ“

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب الاستعاذہ)

”یعنی اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ مجھے کوئی گھبرا دینے والی مصیبت پہنچے یا مجھے غم فکر دبالیں اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں وہ سامان کھو بیٹھوں جن سے میری زندگی کے کام چلتے ہیں یا وہ طاقتیں میری جاتی رہیں جنکی مجھے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ضرورت ہے اور اس سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس ترقی میں مدد دینے والے سامان تو موجود ہوں یا ترقی میں مدد دینے والی طاقتیں تو مجھے حاصل ہوں مگر اُن کے استعمال سے میں گریز کروں اور سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاؤں اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخل کی اخلاقی امراض سے۔اور اے میرے رب اس بارہ میں بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے قرض دبالے اور میں لوگوں کی نظروں میں قرض نہ ادا کرنے کی وجہ سے ذلیل ہو جاؤں اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ ایسے انسان مجھ پر متسلّط ہو جائیں جو میرے حقوق کو تلف کریں اور مجھے ان ترقیات کے حصول سے روک دیں جو ہر انسان کے لئے تو نے اپنے فضل سے مقدر کر چھوڑی ہیں۔

یہ اور اسی قسم کی اور دعائیں ہیں جو رسول کریم صلی اللہ سے ثابت ہیں ان دعاؤں کو اس موقع پر مسلمان پڑھتا ہے یا جو اور دعائیں اپنی ضرورت کے مطابق مناسب سمجھتا ہے مانگتا ہے پھر وہ پہلے دائیں طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتا ہے اور اس کے بعد بائیں طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتا ہے اور اس کی نماز ختم ہو جاتی ہے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ نماز دو رکعت کی ہو اگر دو رکعت سے زائد کی نماز ہو تو بجائے اِدھر اُدھر منہ پھیر کر السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہنے کے مسلمان اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر پھر کھڑا ہو جاتا ہے اور تین رکعت کی نماز ہو تو ایک رکعت اور پڑھ کر دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام پھیرتا ہے اور اگر چار رکعت کی نماز ہو تو دو رکعت اور پڑھ کر پھر تشہد

بقیہ صفحہ نمبر 2

قرآن شریف سیکھنا اور پڑھنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:۔

’’دلوں کو اللہ کے نور سے بھرنے کے لئے، یہ دیکھنے کے لئے کہ کون سی باتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور کون سی باتیں ہیں جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم عطا فرمایا ہے ہمیں قرآن شریف سیکھنا اور پڑھنا چاہئے۔جن کو قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے وہ دوسروں کو سکھائیں۔قرآن کریم کے درس کو روزانہ جماعتوں میں رواج دیں، چاہے چند منٹ کا ہی ہوتا کہ جو خود پڑھ اور سمجھ نہیں سکتے ان تک بھی یہ خوبصورت تعلیم وضاحت کے ساتھ پہنچ جائے۔تلاوت قرآن کریم تو بہرحال ہر احمدی کو روزانہ ضرور کرنی چاہئے تا کہ قرآن کریم کی برکات نازل ہوں اور دل تقویٰ سے بھرتے چلے جائیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ بھی فرمایا ہے اگر کوئی شخص مومن نہ بھی ہو اور صرف انصاف سے کام لے کر قرآن دیکھے نہ کہ جہالت، حسد اور بخل سے تو یہ بھی تقویٰ کی ابتدائی شکل ہے تو اگر کوئی شخص انصاف سے قرآن شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو نور ہدایت دے دیتا ہے۔تو جو ایمان لے آئے ہیں اور تقویٰ کی نظر سے قرآن کریم پڑھتے ہیں ان کے لئے کس طرح ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم ہدایت نہ دے اور تقویٰ پر نہ چلائے۔اگر ایک ایمان لانے والے کے دل میں قرآن کریم پڑھ کر اور سن کر نور ہدایت کا جوش پیدا نہیں ہوتا تو پھر اس کو فکر کرنی چاہئے کہ تقویٰ میں کہیں کمی رہ رہی ہے۔ یہ سوچنا چاہئے کہ ہماری بڑائیاں اور ہماری خود پسندیاں ہمیں اصل تعلیم سے دور لے جا رہی ہیں اور ہم میں تقویٰ نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے تو یہ کہہ دیا ہے کہ اس میں متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔اگر ہم قرآن کریم کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے تو یہ ہماری غلطی ہے اور ہمارے لئے یہ فکر کی بات ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 221)